بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

واحسرتا! ابھی برہان کے صفحات پر مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کے ماتم میں ہمارے قلم کے آنسو خشک بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ ۲۴ راگست کی صبح کو اخبارات سے معلوم ہوا کہ ہماری بزم علم و عمل کا ایک اور صدر نشین ہماری محفل سے رخصت ہوگیا یعنی مولانا عبید اللہ سندھی نے چند روز کی علالت کے بعد پنجاب کے ایک مقام دینپور ریاست بھاولپور میں ۲۲ راگست کو وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم ۱۰ رمارچ ۱۸۷۲ء کو پنجاب کے ضلع سیالکوٹ میں ایک سکھ گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ سولہ سال کی عمر میں خود اپنے غور و خوض اور تحقیق و تلاش کے بعد اسلام قبول کیا۔ پچیس سال کی عمر میں علم دین کی طلب کا شوق انھیں کشاں کشاں دیوبند لے آیا۔ جہاں آپ نے چھ سات سال قیام کرکے درس نظامی کی تکمیل کی اور اس سے فارغ ہوکر سندھ چلے گئے۔ یہاں کئی سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ ایک مدت کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو پھر دیوبند بلا بھیجا۔ جہاں وہ اپنے شفیق استاد کی نگرانی میں مختلف اہم اور ضروری کام انجام دیتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ حضرت الاستاذ کے حکم سے ۱۹۱۵ء میں کابل گئے اور یہاں افغانستان کے انقلاب میں براہ راست حصہ لیا۔ سات سال تک اس ملک میں قیام فرمانے کے بعد ۱۹۲۲ء میں آپ ماسکو آئے جہاں انقلاب کے ہاتھوں ایک نئی دنیا تعمیر ہو رہی تھی۔ زار کا روس ختم ہوچکا تھا اور لینن کے فیض دم سے سوویٹ روس کے خاکی پتلہ میں جان پڑ رہی تھی۔ مولانا مرحوم نے ان تمام حالات کا جائزہ بڑے غور و خوض سے لیا اور پھر ایک سال قیام کرنے کے بعد آپ ٹرکی تشریف لے گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ یہاں خلافت کے نسخ کا اعلان ہوچکا تھا۔ اسلامی قوانین کے بجائے سوئٹزرلینڈ کا قانون نافذ کیا جا رہا تھا۔ شیخ اسلام کو ترکی سے رخصت کردیا گیا تھا۔ عربی رسم الخط کی جگہ لاطینی رسم الخط کو رائج کیا جا رہا تھا۔ غرض ہر پرانا نقش ایک ایک کرکے مٹایا جا رہا تھا اور نوجوان ٹرکی کے نقشہ میں نئے نئے رنگ ابھر رہے تھے۔ مولانا نے تین ساڑھے تین سال تک یہاں مقیم رہ کر ان تمام عوامل و محرکات کا بغور مطالعہ کیا جو ٹرکی میں اس عظیم الشان انقلاب کا سبب تھے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ مولانا کے دماغ پر اس مطالعہ کا اثر آخیر تک بہت گہرا رہا۔

ساڑھے تین سال کے قیام کے بعد آپ ٹرکی سے حجاز آئے۔ جہاں آپ نے بارہ تیرہ سال

قیام کیا۔ لیکن اس مدت میں سیاسیات سے بالکل کنارہ کش ہو کر ہمہ تن درس و تدریس اور مطالعہ و تحقیق میں مصروف رہے۔ یہاں اسلام کے مرکز میں یکسوئی کے ساتھ بیٹھکر مولانا نے اپنے مطالعۂ تحقیق و تفتیش۔ اور طویل تجربات و مشاہدات کی روشنی میں خاص ہندوستانی مسلمانوں کے استخلاص کے لئے ایک منظم لائحہ عمل مرتب کیا اور آخر کار حکومتِ ہند کے شرائط کو قبول کر کے آپ ۱۹۳۹ء میں ہندوستان تشریف لے آئے۔

دنیا میں بڑی شخصیتیں ہمیشہ دو طرح کی ہوتی ہیں۔ بعض تو وہ ہوتے ہیں جو صرف دل کی اچھائیوں کے مالک ہوتے ہیں اور بعضوں میں دماغ کی خوبیاں تو سب جمع ہوتی ہیں لیکن دل کی خوبیوں سے ان کو کوئی حصہ نہیں ملا ہوتا۔ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو بیک وقت دل اور دماغ دونوں کے قویٰ اور ملکات کے لحاظ سے ایک عظیم شخصیت کے مالک ہوں۔ مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ اسی تیسرے گروہ سے تعلق رکھتے تھے ایک طرف وہ علومِ دینیہ و اسلامیہ کے بڑے عالم اور سیاسیات کے بلند پایہ مفکر تھے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت شاہ عبد العزیزؒ اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کی کتابوں پر عبور تام حاصل تھا۔ اندازِ فکر تقلیدی کے بجائے سراسر اجتہادی تھا۔ اور دوسری جانب وہ اللہ کے راستہ کے ایک ایسے سپاہی تھے جس نے زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ ایک جذبہ تھا جو ہر آن انھیں بےچین رکھتا تھا۔ ایک تڑپ تھی جو ان میں ۷۰ سے زیادہ کی عمر میں بھی بچوں کی طرح ہر وقت رواں اور متحرک رہتی تھی۔ عمدہ کھانا پینا۔ خواب و راحت شہرت و جاہت عشرت و آسائش، یہ تمام چیزیں ایسی تھیں کہ مولانا کے حاشیۂ تصور میں بھی ان کا کہیں دھندلا سا نقش نہیں ہوگا۔ وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اپنا ایک مخصوص پیغام رکھتے تھے جو ان کے عمر بھر کے غور و فکر اور عمیق مشاہدات و تجربات کا حاصل تھا مولانا ہمارے قافلہ کے ایک ایسے میر کارواں تھے جو بڑھاپے میں نوجوانوں سے زیادہ جوش و خروش چستی اور سرگرمی رکھتا تھا اور منزل مقصود کی طرف جس کے شوقِ جادہ پیائی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ وہ راستہ کے نشیب و فراز کی ذرا پروانہ کرتا اور جس راہ کو حق سمجھتا اس پر اس تیز گامی سے چلتا تھا کہ قافلہ کے اچھے اچھے باہمت لوگوں کا شوقِ پیروی بھی ان کے عذرِ آبلہ پائی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی زندگی تمام تر جہد و مشقت۔ ریاضت و محنت اور مجاہدانہ سعی و کوشش میں بسر ہوئی لیکن اس کے باوجود اس کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کی تعداد ہمیشہ محدود رہی۔ بہر حال حضرت شیخ الہندؒ کے فیضِ صحبت نے مولانا کے دل میں یقینِ کامل کی جو شمع روشن کر دی تھی وہ آخر دمِ واپسیں تک پوری آب و تاب کے ساتھ منور رہی۔

اچھا! اے جانیوالے جا! تجھپہ ہندوستان کے کروروں مسلمانوں کی طرف سے ہزار در ہزار سلام و رحمت، تونے اپنا سب کچھ قربان کر کے عمر بھر اسلام کی سربلندی کے لئے جد و جہد کی۔ اب یوم الدین کا مالک تجھ کو اپنی بیش از بیش رحمتوں سے نوازے اور اپنے دامانِ مغفرت میں چھپالے۔ آمین۔